پاکستان کا روحانی پس منظر

مرتبہ

مولوی دوست محمد صاحب شاہد مؤرخ احمدیت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قیامِ پاکستان کا رُوحانی پس منظر

(مکرم مولوی دوست محمد صاحب شاہد)

اِسلام کے عہدِ اوّل کی تاریخ اور دُعا کے انقلابات

گو اسلام کے عہدِ اوّل کی تاریخ پر قلم اُٹھانے والے اکثر محقّقین نے اس روحانی نکتہ کو چنداں کوئی خاص اہمیت نہیں دی یا اسے بالکل نظر انداز کر دیا ہے مگر حق یہی ہے کہ اس دَور کی سب اسلامی فتوحات آنحضرت صلے

اللہ علیہ وسلم (فداہ نفسی و رُوحی) کی دعاؤں کے طفیل تھیں۔ چنانچہ سیدنا حضرت المسیح الموعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"ابتدائے اسلام میں بھی جو کچھ ہوا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کا نتیجہ تھا جو کہ مکّہ کی گلیوں میں خدا تعالیٰ کے آگے رو رو کر آپؐ نے مانگیں۔ جس قدر عظیم الشان فتوحات ہوئیں کہ تمام دُنیا کے رنگ کو بدل دیا وہ سب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کا اثر تھا۔ ورنہ صحابہؓ کی قوت کا تو یہ حال تھا کہ جنگِ بدر میں صحابہؓ کے پاس صرف تین تلواریں تھیں" (ملفوظات جلد نہم صفحہ ۶۰)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اِس حقیقت کو ایک نہایت لطیف مثال سے واضح کیا ہے۔ فرماتے ہیں :-

"تلوار اور سامانِ جنگ کے بغیر لڑائی نہیں جیتی جا سکتی میدانِ جنگ کے لئے ذکرِ الٰہی آرسنل اور فیکٹری ہے۔ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لوہے کی ایسی تیز تلوار تھی جو ذکرِ الٰہی کے کارخانے سے تازہ ہی بن کر نکلی تھی"

(الفضل ۶۔ اخاء / اکتوبر ۱۳۲۱ھش / ۱۹۴۲ء صفحہ ۳-۲)

برِّ صغیر کی مسلم حکومت کی بنیاد اور دعا

ساقیٔ کوثر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے آسمان پر دعاؤں کا جو بھاری

اور لازوال خزانہ چھوڑا ہے وہ اوّلین ہی کے لئے نہیں آخرین کے لئے بھی ہے جو قیامت تک آپؐ کے سچے خادموں، غلاموں اور چاکروں کو ملتا رہے گا بشرطیکہ وہ اپنی دعاؤں کے ذریعہ سے اس کے حصول کی مخلصانہ اور عاجزانہ کوششیں جاری رکھیں گے۔

اِس راز کو پہلی صدی ہجری کے ان مسلمانوں نے بھی خوب سمجھا جو تابعین یا تبع تابعین میں شمار ہوتے تھے۔ مثلاً برِّ صغیر پاک و ہند کی پہلی اسلامی حکومت کی بنیاد فاتح سندھ ابوالفداء محمدؒ بن قاسمؒ نے اموی حکمران ولید بن عبدالملک کے عہدِ حکومت (۸۶-۹۶ھ / ۷۰۵-۷۱۵ء) میں دراصل ذکرِ الٰہی، تلاوتِ قرآن، توکّل اور دعا کے طاقت ور اور ناقابلِ شکست ہتھیاروں ہی سے رکھی تھی چنانچہ حضرت علی بن حامد ابوبکر کوفی کی کتاب "فتح نامہ سندھ" (المعروف چچ نامہ) سے ثابت ہے کہ محمدؒ بن قاسم کو ارمابیل (ارضِ بیلہ) میں یہ شاہی فرمان پہنچا کہ سوادِ دیبل کی منازل و مراحل میں اکثر جاگتے رہا کرو، ہمیشہ تلاوتِ قرآن میں مصروف رہو، خدائے عزّ وجل کا ذکر ہر وقت زبان پر ہو، توفیقِ الٰہی سے نصرت کے طلب گار رہو اور لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ کے بکثرت وِرد کو اپنا مددگار بناؤ۔

(فتح نامہ ص ۱۰۱ ناشر مجلس مخطوطات فارسیہ حیدر آباد دکن مطبع لطیفی دہلی ۱۳۵۸ھ / ۱۹۳۹ء)

اہل اللہ اور روحانی اور تبلیغی سرحدوں کی توسیع

حضرت محمدؒ بن قاسمؒ اور ان کے اولوالعزم اور فدائی لشکرِ اسلام نے

جس اسلامی حکومت کی بنیاد رکھی اس کی رُوحانی اور باطنی اور تبلیغی سرحدوں کو بے شمار صوفیاء، اولیاء اور علماءِ ربّانی نے اپنی نیم شبی دعاؤں، تبلیغی جہاد اور پاک اور پُرکشش اخلاق و اطوار سے اور اس کی مادّی حدود کو غزنی، غوری، خلجی، تغلقی، لودھی، افغانی اور مغلیہ خاندان کے مسلمان بادشاہوں نے وسیع تر کر دیا جو در اصل اہل اللہ کی توجہاتِ رُوحانی ہی کا فیض تھا۔ چنانچہ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السّلام فرماتے ہیں :۔

"پہلے بادشاہوں کے زمانہ میں یہ قاعدہ ہوتا تھا کہ ان کے درباروں میں کوئی نہ کوئی اہل اللہ بھی موجود ہوا کرتے تھے جن کے صلاح مشوروں سے بادشاہ کام کیا کرتے تھے اور ان کی دعاؤں سے فائدہ اُٹھایا کرتے تھے۔" (ملفوظات جلد دہم صا۹)

پھر ارشاد فرماتے ہیں کہ :۔

"پہلے اسلامی بادشاہوں کے متعلق سُنا جاتا ہے کہ وہ مصائب کے وقت راتوں کو رو رو کر دعائیں کرتے تھے۔"

(ملفوظات جلد نہم ص۹۵)

نیز اسلامی ہند کی حقیقی شان و شوکت اور عُروج و اقبال کو بزرگانِ دین کے فیض و برکت کا نتیجہ قرار دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں :۔

"اسلام ہند میں ان مشائخ اور بزرگانِ دین کی توجّہ، دُعا اور تصرّفات کا نتیجہ ہے جو اِس ملک میں گزرے تھے۔ بادشاہوں کو یہ توفیق کہاں ہوتی ہے کہ دِلوں میں اسلام کی محبّت ڈال دیں۔

جب تک کوئی آدمی اسلام کا نمونہ خود اپنے وجود سے نہ ظاہر کرے تب تک دوسرے پر اس کا کوئی اثر نہیں ہو سکتا۔ یہ بزرگ اللہ تعالیٰ کے حضور میں فنا ہو کر خود مجسّم قرآن اور مجسّم اسلام اور مظہر رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم بن جاتے ہیں تب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو ایک جذب عطا کیا جاتا ہے اور سعید فطرتوں میں اُن کا اثر ہوتا چلا جاتا ہے۔ نوّے کروڑ مسلمان ایسے لوگوں کی توجّہ اور جذب سے بن گیا "

(ملفوظات جلد ہشتم صفحہ ۲۰۷)

ہندوستان اور سپین میں اسلامی سپاہ کی متوازی یلغار

تاریخِ اسلام کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مجاہدینِ اسلام کے قدم اس برِّصغیر میں عین اُس وقت پڑے جبکہ مشہور اور نامور مسلمان جنرل طارق اندلس (سپین) کے بادشاہ راڈرک کی ایک لاکھ فوج کو بارہ ہزار فوج سے شکست دے کر نہایت تیزی سے فتح و ظفر کے جھنڈے گاڑ رہے تھے۔ یہ گویا اسلامی سپاہ کی ایک متوازی یلغار اور پیش قدمی کا شاندار سلسلہ تھا جو بیک وقت وسطی ایشیا اور جنوب مغربی یورپ دونوں میں ایک بحرِ بیکراں کی شکل میں ایک ساتھ چل رہا تھا۔ فرق صرف یہ ہوا کہ اندلس کی مسلم مملکت ۱۴۹۲ء کے بعد صفحۂ ہستی سے معدوم ہو گئی مگر ہندوستان میں اہلِ اسلام کا پرچم کسی نہ کسی صورت میں ۱۸۵۷ء تک برابر لہراتا رہا۔

مسلمانوں نے اپنے ہزار سالہ عہدِ حکومت میں ہندوستان کو اپنے فہم و تدبّر، فوجی قابلیت، علمی استعداد اور سب سے بڑھ کر رُوحانی مجاہدات سے ہمدوشِ ثریّا بنا دیا چنانچہ یہ حقیقت ہے کہ مسلمانوں نے دس صدیوں تک برِصغیر کی عظمت کو چار چاند لگانے کے لئے قابلِ فخر مسلسل اور منظّم جدّ و جہد کی ہے اور پشاور سے منی پور تک اور ہمالیہ سے مدراس تک اُن اہل اللہ کی بے شمار قبریں موجود ہیں جنہوں نے اپنی نیم شبی دعاؤں سے اس خطّۂ ارض کو برکت بخشی ہے اور مسلم ہند میں پیدا ہونے والے ہزاروں لاکھوں ولی، مجدّد، صوفی ابدال و اقطاب جن کی خاکِ پا نے اپنے باطنی فیض سے اِس ملک کو رشکِ جناں اور جنّتِ ارض بنایا سندھ، پنجاب، سرحد، بلوچستان اور بنگال ہی میں نہیں ہر علاقہ میں زیرِ خاک آسودہ ہیں اور عظمتِ اسلام کا خزانہ گویا کُھلا پڑا ہے۔

ہندوستان میں مسلمانوں کی ہزار سالہ حکومت کے ان بے شمار رُوحانی بادشاہوں اور باطنی تاجداروں کی رہینِ منت ہے جب تک مسلم حکومت کا دعاؤں کے آسمانی اور محمدی پاور اسٹیشن سے رابطہ قائم رہا وہ عُروج و ترقی کے میدان میں پوری تیز رفتاری سے رواں دواں رہی مگر جب مسلمان حفاظت و سالمیت اور عظمت و شوکت کے اس سب سے طاقت ور سرچشمہ اور منبع کو فراموش کر کے محض دنیوی وسائل کا سہارا تلاش کرنے لگے تو ان پر یکایک زوال آگیا اور یہ سرزمین جو اولیاء و اصفیاء سے بھری ہوئی تھی اپنی دعاؤں سے عرش کو ہلا دینے والوں سے دیکھتے دیکھتے خالی ہوگئی۔

وَا اَسَفًا عَلٰی فِرَاقِ قَوْمٍ
هُمُ الْمَصَابِیْحُ وَالْحُصُوْنُ
وَالْمُدْنُ وَالْمُزْنُ وَالرَّوَاسِیْ
وَالْخَیْرُ وَالْاَمْنُ وَالسُّکُوْنُ

یعنی ہائے افسوس! اُن لوگوں کی جُدائی پر جو دُنیا کے لئے سُورج کا کام دے رہے تھے اور جو دُنیا کے لئے قلعوں کا رنگ رکھتے تھے لوگ ان سے نُور حاصل کرتے تھے اور انہی کی وجہ سے خدا تعالیٰ کے عذابوں اور مصیبتوں سے دُنیا کو نجات ملتی تھی حقیقت میں وہی شہر تھے جن سے تمام دُنیا آباد تھی۔ وہی بادل تھے جو سُوکھی ہوئی کھیتیوں کو ہرا کر دیتے تھے۔ وہی پہاڑ تھے جس سے دُنیا کو استحکام تھا۔ اِسی طرح وہ تمام بھلائیوں کے جامع تھے اور دُنیا ان سے امن اور سکون حاصل کرتی تھی۔

عرش پر دُعاؤں کا عظیم الشّان خزانہ

نکبت وادبار اور ہزیمت و پسپائی کے اِس تاریک دَور میں جبکہ ہندوستان سے لے کر الجیریا تک کی دُنیائے اسلام پر سیاہ بادل چھائے ہوئے تھے اور مسلمان کہلانے والی حکومتیں استعماری طاقتوں کے ہاتھوں کھلونا بن کر مردِ بیمار کی طرح سسک رہی تھیں اللہ تعالیٰ کے فضل اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بے مثال قوتِ قدسی اور عدیم النظیر فیضان نے شاہراہِ غلبۂ اسلام کی تیاری کے لئے دوبارہ اِس برّ ِصغیر پر نگاہِ رحمت فرمائی اور اسے

دُنیا بھر میں اسلامی عظمتِ رفتہ کی بحالی کے لئے منتخب کر کے حضرت بانیٔ جماعتِ احمدیہ کو کھڑا کیا تا اقلیمِ نبوّت کے شہنشاہ خاتم الانبیاء حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کے اس عظیم الشّان خزانہ سے جو عرش پر محفوظ ہے امّتِ محمّدیہ کو دوبارہ فیضیاب کیا جائے اور فتوحاتِ اسلامی کا آفتاب ایک مرتبہ پھر پوری آب و تاب سے طلوع ہو۔ چنانچہ حضورؑ فرماتے ہیں :۔

" فَاعْلَمُوْا اَنَّ الدُّعَآءَ حَرْبَةٌ اُعْطِيْتُ مِنَ السَّمَآءِ لِفَتْحِ هٰذَا الزَّمَانِ۔ وَلَنْ تَغْلِبُوْا اِلَّا بِهٰذِهِ الْحَرْبَةِ يَا مَعْشَرَ الْخُلَّانِ " (تذکرۃ الشہادتین صـ۳۸)

یعنی خوب یاد رکھیں کہ دعا ہی وہ ہتھیار ہے جو اس زمانہ کی فتح کے لئے مجھے آسمان سے دیا گیا ہے۔ اور اے میرے دوستوں کی جماعت تم اسی حربہ سے غالب آسکتے ہو۔

اِس کے ساتھ ہی آپؑ نے یہ مُنادی بھی فرمائی کہ :۔

" یہ عربی نبی جس کا نام محمّدؐ ہے (ہزار ہزار درُود اور سلام اس پر) ... وہی ہے جو سرچشمہ ہر ایک فیض کا ہے اور وہ شخص جو بغیر اقرار افاضہ اس کے کسی فضیلت کا دعوے کرتا ہے وہ انسان نہیں ہے بلکہ ذرّیتِ شیطان ہے کیونکہ ہر ایک فضیلت کی کُنجی اُس کو دی گئی ہے اور ہر ایک معرفت

کا خزانہ اس کو عطا کیا گیا ہے۔" (حقیقۃ الوحی ص۱۱۶)

آنحضرتؐ کے فرزندِ جلیلؑ کی پُرسوز دُعائیں شوکتِ اسلام کیلئے

ہمارے سید و مولیٰ سید الانبیاء سید الاحیاء ختم المرسلین، فخر النبیین حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے اس فرزندِ جلیل کو بار بار حضرت رب العزت کی طرف سے خبر دی گئی کہ

"جو کچھ ہوگا دعا ہی کے ذریعہ سے ہوگا۔" (ملفوظات جلد نہم ص۲۵)

اِس انکشاف نے آپؑ کو یقین کی اس مضبوط چٹان پر کھڑا کر دیا کہ:۔

"اوّل بھی دعا اور آخر بھی دعا ہی دعا ہے۔ حالتِ موجودہ بھی یہی چاہتی ہے۔ تمام اسلامی طاقتیں کمزور ہیں اور ان موجودہ اسلحہ سے وہ کیا کام کر سکتی ہیں۔ اب اس کفر وغیرہ پر غالب آنے کے واسطے ... آسمانی حربہ کی ضرورت ہے۔"

(ملفوظات جلد پنجم ص۲۲۸)

آپؑ کی بعثت کا مقصدِ وحید ہی چونکہ اسلام کی عالمگیر حکومت کا قیام تھا اِس لئے اللہ تعالیٰ نے اسلام اور مسلمانوں کی ترقی و عُروج کے لئے آپؑ کے قلبِ صافی میں دعاؤں کا زبردست جوش پیدا کر دیا چنانچہ خود ہی ارشاد فرماتے ہیں:۔

"جس حالت میں اب اسلام ہے اس کا علاج اب سوائے دعا کے اَور کیا ہو سکتا ہے ... خدا نے مجھے دعاؤں میں وہ جوش دیا

ہے جیسے سمندر میں ایک جوش ہوتا ہے۔"

(ملفوظات جلد پنجم صـ۲۲۹)

ایک بار فرمایا:۔

"جیسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بدر میں دعا کی تھی کہ اے اللہ اگر تُو نے آج اس گروہ کو ہلاک کر دیا تو پھر تیری کبھی عبادت نہ ہو گی۔ یہی دعا آج ہمارے دِل سے نکلتی ہے۔"

(ملفوظات جلد ہفتم صـ۳۶۱)

حضور علیہ السلام نے ملّتِ بیضا کی شوکتِ رفتہ کی بازیابی کے لئے نہایت کثرت سے گریہ وزاری کی اور اپنی سجدہ گاہ کو ہمیشہ اپنے آنسوؤں سے تر رکھا اور بارگاہِ الوہیت میں نہایت سوز، درد اور الحاح سے عرض کیا ؎

اے خدا تیرے لئے ہر ذرّہ ہو میرا فدا
مُجھ کو دکھلا دے بہارِ دیں کہ مَیں ہوں اشکبارؔ
میرے آنسو اس غمِ دِل سوز سے تھمتے نہیں
دیں کا گھر ویران ہے دُنیا کے ہیں عالی منار
فضل کے ہاتھوں سے اب اِس وقت کر میری مدد
کشتیٔ اسلام تا ہو جائے اِس طوفاں سے پار
میرے زخموں پر لگا مرہم کہ مَیں رنجور ہوں
میری فریادوں کو سُن مَیں ہو گیا زار و نزار

دیکھ سکتا ہی نہیں مَیں ضعفِ دینِ مصطفےٰؐ
مجھ کو کر اے میرے سلطاں کامیاب و کامگار

یا الٰہی فضل کر اسلام پر اور خود بچا
اِس شکستہ ناؤ کے بندوں کی اب سُن لے پکار

اب نہیں ہیں ہوش اپنے اِن مصائب میں بجا
رحم کر بندوں پہ اپنے تا وہ ہوویں رستگار

اے خدا تیرے لئے ہر ذرّہ ہو میرا فدا
مجھ کو دکھلا دے بہارِ دیں کہ مَیں ہوں اشکبار

کھا رہا ہے دیں طمانچے ہاتھ سے قوموں کے آج
اِک تزلزل میں پڑا اِسلام کا عالی منار

اے خدا شیطاں پہ مجھ کو فتح دے رحمت کے ساتھ
وہ اکٹھی کر رہا ہے اپنی فوجیں بے شمار

دِل نِکل جاتا ہے قابُو سے یہ مشکل سوچ کر
اے مری جاں کی پنہ فوجِ ملائک کو اُتار (درثمین)

اِسلام اور مسلمانوں کی نسبت آسمانی بشارتیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نیم شبی تضرّعات اور نالہ ہائے آہ و بکا نے آسمانوں پر دھوم مچا دی اور خدائے ذوالجلال آفرینندۂ زمین و آسمان کی طرف سے یہ خوشخبری دی گئی کہ

"بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد"
(براہین احمدیہ حصّہ چہارم صفحہ ۵۲۲ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳ مطبوعہ ۱۸۸۴ء)

یعنی اَب ظہور کر اور نکل کہ تیرا وقت نزدیک آگیا اور اب وہ وقت آرہا ہے کہ محمدؐی گڑھے میں سے نکال لئے جاویں گے اور ایک بلند اور مضبوط مینار پر ان کا قدم پڑے گا۔"
(نزول المسیح صفحہ ۱۳۳)

پھر رؤیا میں دکھایا گیا کہ:۔

"عنایاتِ الٰہیہ مسلمانوں کی اصلاح اور ترقی کی طرف متوجہ ہیں اور یقینِ کامل ہے کہ اِس قوّت ایمان اور اخلاص اور توکّل کو جو مسلمانوں کو فراموش ہو گئے ہیں پھر خداوند کریم یاد دلائے گا اور بہتوں کو اپنے خاص برکات سے متمتع کرے گا کہ ہر ایک برکت ظاہری و باطنی اُسی کے ہاتھ میں ہے۔" (مکتوباتِ احمدیہ جلد اوّل صفحہ ۲)

قیامِ پاکستان کی واضح پیشگوئیاں الہامات میں

سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام کو "ایک پاک زمین" کی بھی بشارت دی گئی جو ہجرت کے ساتھ وابستہ تھی۔ چنانچہ حضورؑ نے اپریل ۱۹۰۲ء میں رسالہ "دافع البلاء" کے صفحہ ۲۱ پر اپنے ایک الہام کا ترجمہ درج ذیل الفاظ میں شائع فرمایا:۔

"عیسائی لوگ ایذاء رسانی کے لئے مکر کریں گے (ریڈکلف کی ناپاک سازش کی طرف بھی اشارہ ہوسکتا ہے۔ ناقل) اور خدا بھی مکر کرے گا اور وہ دن آزمائش کے دن ہوں گے اور کہہ کہ خدایا پاک زمین میں مجھے جگہ دے یہ ایک رُوحانی طور کی ہجرت ہے۔"

خدائے علیم وخبیر نے اس موعود "پاک زمین" کی نسبت بعض حیرت انگیز مغیبات سے بھی مطلع فرمایا۔ مثلاً:-

اوّل۔ ستمبر ۱۹۰۳ء میں الہام ہُوا:-

"رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پناہ گزین ہوئے قلعہ ہند میں"

(الحکم ۱۷، ۲۴ر دسمبر ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۵)

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے سالانہ جلسہ ۱۳۴۴ھش/۱۹۶۵ء کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:-

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات کی رُو سے پاکستان وہ قلعہ ہند ہے جس میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پناہ گزین ہوئے ہیں۔ چنانچہ جب ۶ ستمبر کو بھارت نے پاکستان پر حملہ کیا تو اللہ تعالیٰ کے فرشتے آسمان سے اُترے اور انہوں نے پاکستانی فوجوں کی مدد کی اس کا نتیجہ یہ ہُوا کہ حملہ آور فوجوں کو ذِلّت آمیز شکست اُٹھانا پڑی۔"

(الفضل ۱۸ر صلح ۱۳۴۴ھش/۱۹۶۵ء صفحہ ۴)

اِس قلعۂ پاکستان کو یہ عجیب خصوصیّت حاصل ہے کہ اس عظیم ترین مسلمان حکومت کے باشندے اپنی تعداد میں مراکش، الجزائر، تونس، لیبیا، مصر، سوڈان، لبنان، شام، شرق اردن، فلسطین، سعودی عرب، یمن، کویت، بحرین، قطر، عراق، مسقط، عمان، عدن، حضرموت، جزائر مالدیپ، افغانستان، صومالیہ اور قبرص کی مجموعی آبادی سے بھی بہت زیادہ ہیں۔

دوم:- بانیٔ پاکستان قائدِ اعظم محمد علی جناح کی سیاسی زندگی کا آغاز آپ کے سوانح نگار مولانا سیّد رئیس احمد جعفری کی تحقیق کے مطابق ٹھیک ۱۹۰۵ء میں ہوا (ملاحظہ ہو "قائدِ اعظم اور ان کا عہد" ص ۳۹) خدا کی قدرت! ٹھیک اسی سال حضورؑ نے خواب دیکھا کہ:-

"زور سے اللہ اکبر اللہ اکبر (ساری اذان) کہہ رہا ہوں۔ ایک اُونچے درخت پر ایک آدمی بیٹھا ہے وہ بھی یہی کلمات بول رہا ہے۔ اس کے بعد مَیں نے بآوازِ بلند درود شریف پڑھنا شروع کیا اور اس کے بعد وہ آدمی نیچے اُتر آیا اور اس نے کہا سیّد محمد علی شاہ آگئے ہیں۔ اس کے بعد کیا دیکھتا ہوں کہ بڑے زور سے زلزلہ آیا اور زمین اِس طرح اُڑ رہی ہے جیسے رُوئی دُھنی جاتی ہے۔ اس کے بعد یہ وحی نازل ہوئی سے ہے سرِ راہ پر تمہارے وہ جو ہے مولا کریم"
(بدر ۲۰ اپریل ۱۹۰۵ء صـ۱)

اِس نہایت عجیب اور پُر اسرار خواب میں (جو بہت سی غیبی خبروں پر مشتمل تھا) نہ صرف قیامِ پاکستان کے رُوحانی پس منظر اور اس کے معرضِ وجود میں آنے کے وقت کی سیاسی فضا کا نہایت بلیغ نقشہ کھینچا گیا تھا بلکہ اس میں بانیٔ پاکستان قائدِ اعظم محمّد علی جناح مرحوم کا نام نامی تک بتا دیا گیا تھا نیز ایک نہایت عظیم رُوحانی انسان کا پتہ بھی دیا گیا تھا جو اپنے روحانی منصب کے اعتبار سے ایک اُونچے درخت پر بیٹھے اذان کی پُرشوکت الفاظ سے آسمانی نوبت خانہ کو پُورے زور سے بجاتا اور خدائی بادشاہت کی منادی کر رہا تھا۔ عالَمِ رؤیا کے اِس نظّارہ میں بالواسطہ طور پر یہ بھی پیشگوئی موجود تھی کہ قیامِ پاکستان کے دشمن اس کے نقشۂ عالم پر اُبھرتے ہی یہ سمجھتے ہوں گے کہ یہ نوزائیدہ مملکت بہت جلد تباہ ہو جائے گی مگر دُنیا پر مختلف واقعات سے ہمیشہ آشکار ہوتا رہے گا کہ اِس کے پیچھے مولا کریم کی زبردست قدرت اور نصرت کام کر رہی ہے۔

"پاک زمین" کیلئے ابتدائی اسباب اور سیاساتِ ہند میں تغیرِ عظیم

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام تحریر فرماتے ہیں:۔

"جس وقت بندہ کسی سخت مشکل میں مبتلا ہو کر خدا تعالیٰ کی طرف کامل یقین اور کامل اُمید اور کامل محبّت اور کامل وفاداری اور کامل ہمّت کے ساتھ جُھکتا ہے اور نہایت درجہ کا بیدار ہو کر غفلت کے پردوں کو چیرتا ہؤا فنا کے میدانوں میں آگے سے آگے نکل جاتا

ہے۔ پھر آگے کیا دیکھتا ہے کہ بارگاہِ الوہیت ہے اور اس کے ساتھ کوئی شریک نہیں تب اس کی رُوح اس کے آستانہ پر سَر رکھ دیتی ہے اور قوتِ جذب جو اس کے اندر رکھی گئی ہے وہ خدا تعالیٰ کی عنایات کو اپنی طرف کھینچتی ہے تب اللہ جلّشانہٗ اس کام کے پُورا کرنے کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اس دعا کا اثر ان تمام مبادی اسباب پر ڈالتا ہے جن سے ایسے اسباب پیدا ہوتے ہیں جو اس مطلب کے حاصل ہونے کے لئے ضروری ہیں"

("برکات الدعاء" طبع اوّل صلا اشاعت رمضان المبارک ۱۳۱۰ھ)

اِس خدائی سُنّت کے عین مطابق حضرت احدیت جلّ اسمہٗ کی طرف سے "پاک زمین" کے لئے بھی (جو اپنی ماہیت وحقیقت کے اعتبار سے بالکل پردۂ غیب میں تھی) زمین پر بے شمار خارجی اور مادی اسباب پیدا کئے گئے جن کے نتیجہ میں ایسے ایسے تغیّرات و انقلابات واقع ہوئے کہ بالآخر خود برطانوی حکومت اور آل انڈیا نیشنل کانگرس مطالبۂ پاکستان اور "پاک زمین" کو تسلیم کرنے پر مجبور ہو گئی۔

اِس سلسلہ میں ایک خاص تصرفِ الٰہی ہمیں یہ بھی نظر آتا ہے کہ مسلمانوں کو انتقالِ اقتدار محض دستوری اور آئینی ذرائع سے ہوا۔ بے چاری مسلمان قوم ہندوستان میں اقتصادی طور پر از حد پسماندہ، نظم و نسق کے لحاظ سے مُنتشر اور عددی حیثیت سے اقلیت میں تھی مگر مسلمانوں نے من حیث الجماعت نہ قانون شکنی کی نہ بغاوت کا کوئی طریق اختیار کیا اور نہ انہیں ان ناجائز

سیاسی حربوں کو زیرِ استعمال لانے کی ضرورت پیش آئی جو آزادی حاصل کرنے والی سیاسی جماعتوں کے لئے لازمی اور ناگزیر سمجھے جاتے ہیں۔ پاکستان اگرچہ مسلمانانِ ہند کا قومی نعرہ تھا جو مختلف ارتقائی منازل و مراحل طے کرنے کے بعد معیّن صورت اور معیّن الفاظ میں ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء[1] کو بلند ہوا اور بہت جلد کامیابی سے ہمکنار ہوا۔ مگر یہ حقیقت ہے کہ اس کی جدّوجہد میں انگریز اور ہندو نے منفی اور مسلمان نے مثبت رنگ میں اپنا کردار ادا کیا ہے۔

انگریزوں نے اپنے مفاد اور اپنی مستقل سیاسی پالیسی کے مطابق ہر ہندوستانی کو مذہبی آزادی دی اور مسلمانوں کو مستقل قوم تسلیم کرکے مسلم لیگ کو بالآخر اُس کی واحد نمائندہ جماعت تسلیم کرلیا اِس طرح خدا تعالےٰ نے خود انگریزوں کے ہاتھوں مسلمانوں کی جُداگانہ ہستی کے سیاسی تحفظ کی آئینی بنیاد مہیّا فرمادی۔

ہندوؤں نے انگریز کا بلا شرکتِ غیرے واحد سیاسی جانشین بننے کی ہوس میں جہاں پُورے ملک کی معیشت و تجارت پر قبضہ جما کر مسلمان قوم کے ساتھ محض اختلافِ مذہب کی بناء پر شودروں اور اچھوتوں اور ملیچھوں کا برتاؤ روا رکھا وہاں بعض لوگوں کو اپنا آلۂ کار بنا کر مسلمانوں کی صفوں میں تفرقہ و انتشار پیدا کرنے کی سرتوڑ کوشش کی۔ ان کے اِس ذلّت آمیز سلوک سے مسلمانوں کا احساسِ خودداری زندہ اور اُن کی خوابیدہ قوتیں بیدار ہوگئیں اور ان کی مسلمانوں کو مسلمانوں کے خلاف لڑانے کی پالیسی کا ردِّ عمل یہ ہوا کہ زخم رسیدہ مسلمانوں پر جب اصل حقیقت نمایاں ہوگئی تو وہ بہت

---

[1] تصرّفِ الٰہی ملاحظہ ہو جماعتِ احمدیہ کی بنیاد بھی ۲۳ مارچ (۱۸۸۹ء) کو رکھی گئی۔

جلد ایک سیاسی پلیٹ فارم پر جمع ہونے میں کامیاب ہوگئے۔ اِس طرح پاکستان کا وہ تخیّل جس کا نظّارہ حضرت مسیح موعود مہدی معہود علیہ السلام کی کشفی آنکھ نے دیکھا تھا بالآخر خلافتِ ثانیہ میں عملی شکل میں قائم ہوگیا اور غریب اور کمزور مسلمانوں کے طفیل خود ہندو اکثریت کو بھی آزادی مِل گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لطیف ارشاد ہے۔ فَاِنَّمَا تُنْصَرُوْنَ وَتُرْزَقُوْنَ بِضُعَفَاءِكُمْ (بخاری کتاب الجہاد جلد ۱ صفحہ ۴۰۵) کہ تم کو غریبوں اور کمزوروں کی وجہ سے ہی مدد ملتی اور رزق عطا ہوتا ہے۔

مندرجہ بالا تفصیل سے ضمناً اِس حقیقت پر بھی مُہرِ تصدیق ثبت ہوتی ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی خواب میں جو بزرگ درخت پر بیٹھے ہوئے دکھائی دیئے وہ حضرت سیدنا المصلح الموعود تھے جن کے مبارک عہدِ خلافت میں آسمانی افواج کے ذریعہ پاکستان کا قیام نہایت مخالف و ناموافق حالات میں ۱۴۔ اگست ۱۹۴۷ء کو عمل میں آیا۔

ایک نہایت ایمان افروز واقعہ

اِس تعلق میں ایک ایمان افروز واقعہ بھی قابلِ ذکر ہے اور وہ یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ۲۸۔ اپریل ۱۹۰۵ء کی شب کو الہام نازل ہوا اِنِّیْ مَعَ الْاَفْوَاجِ اٰتِیْكَ بَغْتَةً (مَیں تیرے پاس اچانک فوجوں کے ساتھ آؤں گا) غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ یہ الہام پاکستان کی سیاسی اور قومی تاریخ میں آج تک ایک نمایاں عنوان رہا ہے۔ عجیب بات یہ ہے کہ

جس رات یہ الہام ہوا اُسی شب حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد (المصلح الموعودؓ) کو بھی بتایا گیا کہ یہ الہام حضرت مسیح موعودؑ پر نازل کیا گیا ہے چنانچہ سیّدنا المصلح الموعودؓ کی روایت ہے کہ :-

"ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو الہام ہوا اِنِّیْ مَعَ الْاَفْوَاجِ اٰتِیْکَ بَغْتَۃً میں اپنی افواج کے ساتھ اچانک تیری مدد کے لئے آؤں گا۔ جس رات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ الہام ہوا اس رات ایک فرشتہ میرے پاس آیا اور اس نے کہا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ الہام ہوا ہے اِنِّیْ مَعَ الْاَفْوَاجِ اٰتِیْکَ بَغْتَۃً۔ جب صبح ہوئی تو مفتی محمدؐ صادق صاحبؓ نے مجھے کہا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر جو تازہ الہامات ہوئے ہوں وہ اندر سے لکھوا لاؤ۔ مفتی صاحب نے اس ڈیوٹی پر مجھے مقرر کیا ہوا تھا اور میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تازہ الہامات آپ سے لکھوا کر مفتی صاحب کو لا کر دے دیا کرتا تھا تاکہ وہ انہیں اخبار میں شائع کر دیں۔ اس روز حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب الہامات لکھ کر دیئے تو جلدی میں آپ یہ الہام لکھنا بھول گئے کہ اِنِّیْ مَعَ الْاَفْوَاجِ اٰتِیْکَ بَغْتَۃً۔ میں نے جب ان الہامات کو پڑھا تو میں شرم کی وجہ سے یہ جرأت بھی نہ کر سکتا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اِس بارہ میں کچھ عرض کروں۔ اور یہ بھی جی نہ مانتا تھا کہ جو مجھے

بتایا گیا تھا اُسے غلط سمجھ لوں۔اسی حالت میں کئی دفعہ مَیں آپ سے عرض کرنے کے لئے دروازہ کے پاس جاتا مگر پھر لوٹ آتا، پھر جاتا اور پھر لوٹ آتا۔آخر مَیں نے جُرأت سے کام لے کر کہہ ہی دیا کہ رات مجھے ایک فرشتہ نے بتایا تھا کہ آپ کو الہام ہوُا ہے اِنِّیْ مَعَ الْاَفْوَاجِ اٰتِیْکَ بَغْتَۃً مگر اِن الہامات میں اس کا ذکر نہیں۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا یہ الہام ہوُا تھا مگر لکھتے ہوئے مَیں بھول گیا چنانچہ کاپی کھولی تو اس میں یہ الہام درج تھا۔چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پھر اس الہام کو بھی اخبار کی اشاعت کے لئے درج فرمایا۔"

(تفسیر کبیر الزلزال صفحہ ۴۴۷-۴۴۸ و بدر ۲۷ اپریل ۱۹۰۷ء صا)

اِس تصرّفِ الٰہی میں واضح حکمت یہی تھی کہ چونکہ پاکستان کا قیام اور اس میں فوجوں کی آمد کے متعدد واقعات کا ظہور حضرت مصلح الموعودؓ کے دَورِ خلافت میں مقدر تھا اِس لئے اللہ تعالیٰ نے جہاں اِنِّیْ مَعَ الْاَفْوَاجِ اٰتِیْکَ بَغْتَۃً کا الہام اپنے پیارے مسیح موعودؑ پر کیا وہاں اس کے ساتھ ہی اس کی فوری اطلاع اپنے فرشتہ کے ذریعہ سیّدنا محمودؓ کو بھی کر دی۔

خلافتِ ثانیہ میں پاکستان کی تشکیل و تعمیر کا باطنی محرّک

حضرت مصلح موعود کے زمانۂ خلافت میں پاکستان کی تشکیل و تعمیر کیوں ہوئی؟ اس کی مادّی اور ظاہری وجہ تو ظاہر ہی ہے کہ حضور نے اور حضور کی

قیادت و راہ نمائی میں جماعتِ احمدیہ نے تحریکِ پاکستان کے جہاد میں پُرجوش اور ناقابلِ فراموش حصہ لیا[1] مگر اس کا اصل اور رُوحانی باعث یہ ہے کہ حضور نہایت درد سے یہ دعا کیا کرتے تھے کہ الٰہی کوئی علاقہ ہمیں ایسا دے جس میں ہم قرآنی تعلیم کے مطابق عمل کر سکیں جس پر خدا تعالیٰ نے اُمّتِ مسلمہ کو پاکستان جیسی عظیم مملکت عطا فرمائی۔ (الفضل ۱۶ اپریل ۱۹۴۸ء صفحہ ۴)

حضرت سیدنا محمودؓ کا دعاؤں سے خارق عادت شغف

اسلام اور مسلمانوں کی ترقی اور سربلندی کا بے پناہ ذوق و شوق حق تعالیٰ نے آپ کی پاک اور مطہر فطرت میں رکھ دیا تھا اور آپ بچپن ہی سے غمِ ملت کے لئے اشکبار اور بیقرار رہتے تھے۔ دعاؤں میں آپ کا یہ شغف ایسا غیر معمولی اور خارق عادت اور والہانہ رنگ رکھتا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ابتدائی اور قدیم صحابہ کو بھی آپ پر رشک آتا تھا چنانچہ حضرت شیخ غلام احمد صاحبؓ واعظ فرمایا کرتے تھے کہ :-

"ایک دفعہ مَیں نے ارادہ کیا کہ آج کی رات مسجد مبارک میں گزاروں گا اور تنہائی میں اپنے مولا سے جو چاہوں گا مانگوں گا۔ مگر جب مَیں مسجد میں پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ کوئی شخص سجدے میں پڑا ہوا ہے اور الحاح سے دعا کر رہا ہے اور مَیں کھڑا کھڑا تھک گیا کہ یہ شخص سر اُٹھائے تو معلوم کروں کہ کون ہے۔ مَیں نہیں کہہ سکتا کہ وہ مجھ سے پہلے کتنی دیر سے آئے ہوئے تھے۔ مگر

---

[1] تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو تاریخ احمدیت جلد ۸۔

جب آپ نے سر اُٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت میاں محمود احمد صاحب ہیں۔ مَیں نے السلام علیکم کی اور مصافحہ کیا اور پوچھا میاں آج اللہ تعالیٰ سے کیا کچھ لے لیا تو آپ نے فرمایا مَیں نے تو یہی مانگا ہے کہ الٰہی مجھے میری آنکھوں سے اسلام کو زندہ کر کے دکھا۔"

(الحکم جوبلی نمبر قادیان دسمبر ۱۹۳۹ء صفحہ ۸ کالم ۲)

ملّتِ احمدؑ کا غم اور سیّدنا محمودؓ

حضرت سیّدنا محمود مصلح موعودؓ اپنے پہلو میں ملّتِ احمدؑ کا جو غم چھپائے رکھتے تھے اس کی جھلک آپ کے ابتدائی شعری کلام سے بھی نمایاں ہوتی ہے بطور نمونہ تشحیذ الاذہان ماہ فروری ۱۹۰۹ء میں شائع شدہ آپ کی ایک نظم کے چند دردناک اشعار ملاحظہ ہوں ؎

مدّت سے پارہ ہائے جگر کھا رہا ہُوں مَیں
رنج و محن کے قبضہ میں آیا ہُوا ہُوں مَیں

میری کمر کو قوم کے غم نے دیا ہے موڑ
کِس ابتلاء میں ہائے ہُوا مُبتلا ہُوں مَیں

کچھ اپنے تن کا فکر ہے مجھ کو نہ جان کا
دینِ محمدی کے لئے مَر رہا ہُوں مَیں

مَیں رو رہا ہوں قوم کے مرجھائے پھول پر
بلبل تو کیا ہے اس سے کہیں خوشنوا ہوں مَیں

۱۹۱۱ء میں فرمایا :-

فکرِ دیں میں گھُل گیا ہے میرا جسم
دِل مِرا اِک کوہِ آتشبار ہے

مکّہ معظّمہ میں سیّدنا محمودؓ کی اسلام کیلئے پُرسوز دُعائیں

حضرت سیّدنا محمود المصلح الموعودؓ کی سوز و گداز میں ڈوبی ہوئی دعاؤں کے اندر آخر ۱۹۱۲ء میں ایک نیا جوش اس وقت پیدا ہوا جبکہ آپ حضرت نانا جان میر ناصر نواب صاحب اور سیّد عبدالحی صاحب عرب کے ساتھ سفرِ مصر و عرب پر تشریف لے گئے اور حجِ بیت اللہ سے مشرف ہوئے چنانچہ آپ نے پورٹ سعید سے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لکھا:-

"اگرچہ میری جسمانی صحت اِس سفر میں بہت کمزور ہے لیکن روحانی طور سے بہت کچھ فائدہ ہوا ہے اور اس قدر دعاؤں کا موقعہ ملا ہے کہ پہلے کم اتفاق ہوا تھا اور مجھ سے جس قدر ہو سکا... اسلام کے لئے بہت دعائیں کیں... یُوں معلوم ہوتا تھا کہ گویا تمام زمین و آسمان نُور سے بھر گیا ہے اور دل میں اِس قدر دُعا کا جوش تھا کہ مَیں نے کبھی نہیں دیکھا اور پھر ساتھ دِل میں یقین

ہوتا تھا اور اطمینان تھا کہ سب دعائیں قبول ہو رہی ہیں اور
دعا سے طبیعت گھبراتی نہ تھی۔"

جہاز پر سینکڑوں زبانیں بولنے والے لوگوں کو حج کے لئے جاتے دیکھ کر
آپ کے دل میں ایک عجیب رقت طاری ہوگئی اور نیم شبی دعاؤں کا رنگ
ہی اور ہو گیا چنانچہ آپ نے انہیں دنوں اپنے ایک دوسرے مکتوب میں رقم فرمایا۔

" واقعی جو دعا اور توجہ الی اللہ اس سفر میں دیکھی ہے وہ کبھی
نہ دیکھی تھی ... رابغ[1] کے قریب اللہ تعالیٰ نے میرے سینہ کو دعاؤں
کے لئے کھول دیا اور بہت دعا کی توفیق ملی۔ قدرتِ الٰہیہ اور
اس کے فضل کے قربان جاؤں کہ وہ ترک جو ترکی تو الگ عربی
بھی نہیں جانتے تھے ایک میرے دائیں اور ایک میرے بائیں
کھڑے ہو گئے اور نہایت دردِ دل سے آمین آمین پکارنے لگے۔
فوراً میرے دل میں آیا کہ یہ قبولیت کا وقت ہے کہ خدا نے
یہ لوگ میرے لئے آمین آمین کہنے کے لئے بھیج دیئے ہیں اور حالانکہ
وہ نہیں جانتے کہ میں کیا کہہ رہا ہوں۔ اس وقت میں نے ....
حالتِ اسلام کے لئے بہت دیر تک دعا کی اور وہ دونوں ترک
برابر آمین کہتے رہے۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ۔"

(بدر ۱۲ دسمبر ۱۹۱۲ء صفحہ ۲ کالم ۲-۳)

اس کے بعد جب آپ مکہ معظمہ کی مبارک و مقدس اور مرکز انوار و برکات

---

[1] پورٹ سعید اور جدہ کے درمیان ایک مقام۔

اور مہبطِ تجلیات سرزمین میں پہنچے تو آپ کے جذبات میں ایک زبردست تلاطم پیدا ہوگیا اور قلبی واردات و مشاہدات نے ایک جدید صورت اختیار کرلی اور جونہی آپ کی نظر خدا کے آخری گھر پر پڑی آپ نے اسلام اور مسلمانوں کے لئے خصوصی دعائیں شروع کردیں۔

(الحکم ۷، ردسمبر ۱۹۱۲ء صہ تفسیر کبیر سورۃ البقرہ جز دوم صہ۲۵۱)

زیارتِ بیت اللہ کے بعد آپ نے عمرہ کیا اور اس موقعہ پر بھی اسلام کی سربلندی کے لئے نہایت عجز سے بکثرت دعائیں اور التجائیں کیں چنانچہ فرماتے ہیں:۔

"میں نے حتی المقدور ... اسلام و مسلمانوں کے لئے دعائیں کیں زیارت و بیت اللہ کے وقت بھی اور صفا و مروہ کی سعی کے وقت بھی۔" (الحکم ۷، ردسمبر ۱۹۱۲ء صہ)

مکہ کی مقدس، بابرکت اور رُوح پرور اور روحانیت و نورانیت سے معمور فضاؤں نے آپ کے دل و دماغ میں دعاؤں کے لئے نہایت زبردست تحریک پیدا کی چنانچہ خود ہی فرماتے ہیں:۔

"ہزاروں اثرات ہیں جو دل پر ہوتے ہیں اور نیکی اور تقویٰ کی تحریک کرتے اور ممد ہوتے ہیں۔ دعاؤں کی تحریک بھی ہوتی ہے۔"

(الحکم ۷۔ ۱۴ رجنوری ۱۹۱۳ء صہ۹ کالم ۱-۲)

نیز لکھا:۔

"دعاؤں سے رغبت اور دعاؤں کا القاء اور رحمتِ الٰہی کے آثار جو میں نے اس سفر میں خصوصاً مکّہ معظمہ اور ایّامِ حج میں دیکھے وہ میرے لئے بالکل ایک نیا تجربہ ہے"

(ایضاً)

حضور نے حج کے دَوران میدانِ عرفات میں چار گھنٹے سے زیادہ دعائیں کیں۔ ان بابرکت لمحات میں رحمتِ الٰہی کے آثار ایسے نظر آتے تھے کہ معلوم ہوتا تھا کہ تمام دعائیں قبول ہو رہی ہیں اور خود اللہ جلّ شانہٗ وعزّ اسمہٗ کی طرف سے ایسی دعائیں القاء ہوئیں جو اس سے پہلے آپ کے خیال و تصوّر میں بھی نہ آئی تھیں۔

دُعاؤں کا فوری اور اعجازی اثر

اِن تضرّعات اور گریہ وزاری نے خدائی تقدیر کے تاروں میں ایسی زبردست جنبش پیدا کر دی کہ حضور کو مکّہ معظمہ کے قیام کے دَوران ہی بذریعہ رؤیا اسلام کے شاندار اور عالمگیر مستقبل کی نسبت ایک نہایت خوشکن اور عظیم الشّان نظّارہ دکھایا گیا جس میں میرے ذوق کے مطابق خدائی حکومت کے فیصلہ کی طرف اشارہ تھا کہ آسمان پر" اس پاک زمین" کی سنگِ بُنیاد رکھ دی گئی ہے جو آئندہ چل کر پوری دُنیا میں محمد رسول اللہ صلعم کا قلعہ اور مسلمانوں کی نشأۃِ ثانیہ کا مرکز بننے والی ہے اور جس کے ذریعہ سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ کا پُرشوکت نعرہ

دُنیا کے چپہ چپہ پر گونجنے والا ہے۔

اِسلام کے شاندار مستقبل کا نظّارہ

حضرت مصلح موعودؓ نے قیامِ مکّہ کے دَوران عالَمِ رؤیا میں دیکھا کہ :-

"ایک جگہ ہوں اور میر صاحب اور والدہ ساتھ ہیں آسمان سے سخت گرج کی آواز آرہی ہے اور ایسا شور ہے جیسے توپوں کے متواتر چلنے سے پیدا ہوتا ہے اور سخت تاریکی چھائی ہوئی ہے۔ ہاں کچھ کچھ دیر کے بعد آسمان پر روشنی پیدا ہوتی ہے اتنے میں ایک دہشت ناک حالت کے بعد آسمان پر ایک روشنی پیدا ہوئی اور نہایت موٹے اور نورانی الفاظ میں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھا گیا۔ مَیں نے میر صاحب کو پوچھا آپ نے یہ عبارت نہیں دیکھی انہوں نے جواب دیا کہ نہیں۔ مَیں نے کہا کہ ابھی آسمان پر یہ عبارت لکھی گئی ہے۔ اس کے بعد بآوازِ بلند کسی نے کچھ کہا جس کا مطلب یاد رہا کہ آسمان پر بڑے بڑے تغیّرات ہو رہے ہیں جن کا نتیجہ تمہارے لئے اچھا ہوگا۔ اس کے بعد اس نظّارہ اور تاریکی اور شور کی دہشت سے آنکھ کُھل گئی"

(الحکم ۷/۱۲ جنوری ۱۹۱۲ء صہ ۹ کالم ۲-۳)

پاکستان سے متعلق ایک حیرت انگیز خبر

پاکستان کی اِس عظمت و اہمیّت کو کہ وہ اسلام کی عالمی فتوحات و ترقیات کا پہلا زینہ ہے حضرت مصلح موعودؓ نے اپنی زندگی میں بڑی وضاحت سے بیان کیا چنانچہ آپ نے ۱۹۴۷ء کے جلسۂ لاہور کو خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:-

" پاکستان کا مسلمانوں کو مِل جانا اِس لحاظ سے بہت بڑی اہمیّت رکھتا ہے کہ اب مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے سانس لینے کا موقعہ میسّر آگیا ہے اور وہ آزادی کے ساتھ ترقی کی دوڑ میں حصّہ لے سکتے ہیں۔ اب ان کے سامنے ترقی کے اتنے غیر محدود ذرائع ہیں کہ اگر وہ ان کو اختیار کریں تو دُنیا کی کوئی قوم ان کے مقابلہ میں ٹھہر نہیں سکتی اور پاکستان کا مستقبل نہایت ہی شاندار ہو سکتا ہے مگر پھر بھی پاکستان ایک چھوٹی چیز ہے ہمیں اپنا قدم اس سے آگے بڑھانا چاہیئے اور پاکستان کو اسلامستان کی بنیاد بنانا چاہیئے۔ بے شک پاکستان بھی ایک اہم چیز ہے۔ بے شک عرب بھی ایک اہم چیز ہے۔ بے شک حجاز بھی ایک اہم چیز ہے۔ بے شک مصر بھی ایک اہم چیز ہے۔ بے شک ایران بھی ایک اہم چیز ہے مگر پاکستان اور عرب اور حجاز اور دوسرے اسلامی ممالک کی ترقیات صرف

پہلا قدم ہے اصل چیز دُنیا میں اسلامستان کا قیام ہے۔ ہم نے پھر سارے مسلمانوں کو ایک ہاتھ پر اکٹھا کرنا ہے۔ ہم نے پھر اسلام کا جھنڈا دُنیا کے تمام ممالک میں لہرانا ہے۔ ہم نے پھر محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا نام عزّت اور آبرو کے ساتھ دُنیا کے کونے کونے میں پہنچانا ہے۔ ہمیں پاکستان کے جھنڈے بلند ہونے پر بھی خوشی ہوتی ہے۔ ہمیں مصر کے جھنڈے بلند ہونے پر بھی خوشی ہوتی ہے۔ ہمیں عرب کے جھنڈے بلند ہونے پر بھی خوشی ہوتی ہے۔ ہمیں ایران کے جھنڈے بلند ہونے پر بھی خوشی ہوتی ہے۔ مگر ہمیں حقیقی خوشی تب ہوگی جب سارے مُلک آپس میں اتحاد کرتے ہوئے اسلامستان کی بنیاد رکھیں۔ ہم نے اسلام کو اس کی پُرانی شوکت پر قائم کرنا ہے۔ ہم نے خدا تعالیٰ کی حکومت دُنیا میں قائم کرنی ہے۔ ہم نے عَدل اور انصاف کو دُنیا میں قائم کرنا ہے۔ اور ہم نے عدل اور انصاف پر مبنی پاکستان کو اسلامک یونین کی پہلی سیڑھی بنانا ہے۔ یہی اسلامستان ہے جو دُنیا میں حقیقی امن قائم کرے گا اور ہر ایک کو اس کا حق دلائے گا۔ جہاں رُوس

اور امریکہ فیل ہُوا صرف مکّہ اور مدینہ ہی انشاءاللہ کامیاب ہوں گے۔ یہ چیزیں اِس وقت ایک پاگل کی بڑ معلوم ہوتی ہیں مگر دُنیا میں بہت سے لوگ جو عظیم الشّان تغیّر کرتے رہے ہیں وہ پاگل ہی کہلاتے رہے ہیں اگر مجھے بھی لوگ پاگل کہہ دیں تو میرے لئے اِس میں شرم کی کوئی بات نہیں۔ میرے دِل میں ایک آگ ہے۔ ایک جلن ہے۔ ایک تپش ہے جو مجھے آٹھوں پہر بیقرار رکھتی ہے۔ مَیں مسلمانوں کو ان کی ذِلّت کے مقام سے اُٹھا کر عزّت کے مقام پر پہنچانا چاہتا ہوں۔ مَیں پھر محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے نام کو دُنیا کے کونے کونے میں پھیلانا چاہتا ہوں۔ مَیں پھر قرآن کریم کی حکومت دُنیا میں قائم کرنا چاہتا ہوں۔ مَیں نہیں جانتا کہ یہ بات میری زندگی میں ہوگی یا میرے بعد لیکن مَیں یہ جانتا ہوں کہ مَیں اسلام کی بلند ترین عمارت میں اپنے ہاتھ سے ایک اینٹ لگانا چاہتا ہوں یا اتنی اینٹیں لگانا چاہتا ہوں جتنی اینٹیں لگانے کی خدا مجھے توفیق دے دے اور میرے جسم کا ہر ذرّہ اور میری رُوح کی ہر طاقت اِس کام میں خدا تعالےٰ

کے فضل سے خرچ ہو گی اور دُنیا میں کوئی بڑی سے بڑی طاقت میرے اس ارادہ میں حائل نہیں ہو گی۔ مَیں جماعت کے دوستوں سے بھی کہتا ہوں کہ وہ اپنے نقطۂ نگاہ کو بدلیں۔ وہ زمانہ گیا جب ایک غیر قوم ان پر حکمران تھی اور وہ محکوم سمجھے جاتے تھے مَیں تو اس زمانہ میں بھی اپنے آپ کو غلام نہیں سمجھتا تھا لیکن چونکہ ایک غیر قوم ہم پر حکمران تھی۔ کبھی کبھی خواہش پیدا ہوتی ہے کہ ہندوستان کو چھوڑیں اور کسی اسلامی ملک میں جا کر رہنا شروع کر دیں۔ لیکن اب اللہ تعالیٰ کا یہ کتنا احسان ہے کہ بجائے اس کے کہ ہم دُور کسی اسلامی ملک مثلاً عرب یا حجاز میں جاتے اس نے ہمیں وہ ملک دیدیا جو عمل کرے نہ کرے کہلاتا خدا کا ہے، کہلاتا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ مَیں سمجھتا ہوں یہ ہمارے لئے بہت خوشی کا مقام ہے کہ چاہیے اس نے چھوٹی چیز دی مگر اپنی تو دی۔ یہاں کوئی میری مانے یا نہ مانے، سُنے یا نہ سُنے، جب مَیں یہ کہوں کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یہ کہتے ہیں تو کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا میرے ساتھ کیا تعلق ہے کیونکہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نام پر ایک حکومت قائم ہو گی پس اس تصوّر سے میری خوشی کی کوئی انتہاء نہیں رہتی۔

مَیں ان غموں کو بھول جاتا ہوں جو ہندوستان میں ہمیں پیش آئے، اِس لئے کہ میرا مکان گو میرے ہاتھ سے جاتا رہا مگر میرے آقاؐ کو ایک مکان مِل گیا۔
یہ درست ہے کہ چوالیس لاکھ مسلمانوں کے مکان اُن کے ہاتھ سے جاتے رہے، وہ گھر سے بے گھر ہوگئے، وہ جائدادوں سے بے دخل ہوگئے مگر ایک جگہ ضرور ایسی پیدا ہوگئی ہے جس کے متعلق محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ میری جگہ ہے اور یہ خوشی ہماری جائدادوں کے کھوئے جانے سے بہت زیادہ ہے۔"

(الفضل ۲۳ امان / مارچ ۱۳۳۵ھش / ۱۹۵۶ء صفحہ ۸)

نوجوانانِ پاکستان کو بیش قیمت نصائح

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے پاکستان کے سب نوجوانوں کو خدمتِ پاکستان میں بھرپور حصّہ لینے کی بھی ہمیشہ تلقین فرمائی چنانچہ حضور نے پاکستان کے نونہالوں اور جگر گوشوں (جسے "ینگ پاکستان" کا نام دیا جائے تو مناسب ہوگا) کو خاص طور پر مخاطب کیا اور فرمایا:۔

"تم ایک نئے ملک کے شہری ہو۔ دُنیا کی بڑی مملکتوں میں سے بظاہر ایک چھوٹی سی مملکت کے شہری ہو۔ تمہارا ملک

مالدار ملک نہیں ہے ایک غریب ملک ہے۔ دیر تک ایک
غیر حکومت کی حفاظت میں امن اور سکون سے رہنے کے عادی
ہو چکے ہو۔ سو تمہیں اپنے اخلاق اور کردار بدلنے ہوں گے۔
تمہیں اپنے ملک کی عزّت اور ساکھ دُنیا میں قائم کرنی ہو گی۔
تمہیں اپنے ملک کو دُنیا سے روشناس کرانا ہو گا۔ ملکوں کی
عزّت کو قائم رکھنا بھی ایک بڑا دُشوار کام ہے لیکن ان کی
عزّت کو بنانا اس سے بھی زیادہ دُشوار کام ہے اور یہی دشوار
کام تمہارے ذمّہ ڈالا گیا ہے۔ تم ایک نئے ملک کی پود ہو تمہاری
ذمّہ داریاں پُرانے ملکوں کی نئی نسلوں سے بہت زیادہ ہیں۔
انہیں ایک بنی ہوئی چیز ملتی ہے، انہیں آباء کی سنّتیں یا
روایتیں وراثت میں ملتی ہیں۔ مگر تمہارا یہ حال نہیں ہے تم نے
ملک بھی بنانا ہے اور تم نے نئی روایتیں بھی قائم کرنی ہیں،
ایسی روایتیں جن پر عزّت اور کامیابی کے ساتھ آنے والی
بہت سی نسلیں کام کرتی چلی جائیں اور ان روایتوں کی راہنمائی
میں اپنے مستقبل کو شاندار بناتی چلی جائیں۔

پس دوسرے قدیمی ملکوں کے لوگ ایک اولاد ہیں مگر تم
ان کے مقابلے پر ایک باپ کی حیثیت رکھتے ہو۔ وہ اپنے کاموں
میں اپنے باپ دادوں کو دیکھتے ہیں تم نے اپنے کاموں میں
آئندہ نسلوں کو مدِّنظر رکھنا ہو گا۔ جو بنیاد تم قائم کرو گے

آئندہ آنے والی نسلیں ایک حد تک اس بنیاد پر عمارت قائم کرنے پر مجبور ہوں۔ اگر تمہاری بنیاد ٹیڑھی ہو گی تو اس پر قائم کی گئی عمارت بھی ٹیڑھی ہو گی۔ اسلام کا مشہور فلسفی شاعر کہتا ہے کہ ؎

خشتِ اوّل چوں نہد معمار کج
تا ثریا مے رود دیوار کج

یعنی اگر معمار پہلی اینٹ ٹیڑھی رکھتا ہے تو اس پر کھڑی کی جانے والی عمارت اگر ثریا تک بھی جاتی ہے تو ٹیڑھی ہو جائیگی پس بوجہ اس کے کہ تم پاکستان کی خشتِ اوّل ہو تمہیں اس بات کا بڑی احتیاط سے خیال رکھنا چاہیئے کہ تمہارے طریق اور عمل میں کوئی کجی نہ ہو کیونکہ اگر تمہارے طریق اور عمل میں کوئی کجی ہو گی تو پاکستان کی عمارت ثریا تک ٹیڑھی چلتی جائے گی۔

بے شک یہ کام مشکل ہے لیکن اتنا ہی شاندار بھی ہے۔ اگر تم اپنے نفسوں کو قربان کر کے پاکستان کی عمارت کو مضبوط بنیادوں پر قائم کر دوگے تو تمہارا نام اس عزت اور اس محبت سے لیا جائے گا جس کی مثال آئندہ آنے والے لوگوں میں نہیں پائی جائے گی۔

پس میں تم سے کہتا ہوں کہ اپنی نئی منزل پر عزم،

استقلال اور علوِ حوصلہ سے قدم مارو۔ قدم مارتے چلے
جاؤ اور اِس بات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے قدم بڑھاتے
چلے جاؤ کہ عالی ہمت نوجوانوں کی منزلِ اول بھی ہوتی
ہے اور منزلِ دوم بھی ہوتی ہے منزلِ سوم بھی ہوتی
ہے لیکن آخری منزل کوئی نہیں ہوا کرتی۔ ایک منزل
کے بعد دوسری اور دوسری کے بعد تیسری وہ اختیار
کرتے چلے جاتے ہیں۔ وہ اپنے سفر کو ختم نہیں کرنا چاہتے
وہ اپنے رختِ سفر کو کندھے سے اُتارنے میں اپنی ہتک
محسوس کرتے ہیں۔ اُن کی منزل کا پہلا دَور اسی وقت
ختم ہوتا ہے جب کہ وہ کامیاب اور کامران ہو کر اپنے
پیدا کرنے والے کے سامنے حاضر ہوتے ہیں اور اپنی
خدمت کی داد اس سے حاصل کرتے ہیں جو ایک ہی
ہستی ہے جو کسی کی صحیح خدمت کی داد دے سکتی ہے۔

پس اے خدائے واحد کے منتخب کردہ نوجوانو! اسلام
کے بہادر سپاہیو! ملک کی اُمید کے مرکزو! قوم کے

سپوتو! آگے بڑھو کہ تمہارا خدا، تمہارا دین، تمہارا ملک
اور تمہاری قوم محبت اور اُمید کے مخلوط جذبات سے
تمہارے مستقبل کو دیکھ رہے ہیں۔"

(الفضل ۱۳؍شہادت/اپریل ۱۳۲۹ھ ۱۹۵۰ء صث ۲،۳)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی الہامی تحریکِ استحکام و سالمیتِ پاکستان کے بارے میں

مندرجہ بالا روحانی پس منظر اور اس کی اہمیت وعظمت کی روشنی میں یہ اندازہ کرنا بہت آسان ہو جاتا ہے کہ پاکستان کی حفاظت، سالمیت اور استحکام کے لئے دعا کرنا دراصل عالمگیر اسلامستان کے قیام اور شاہراہِ غلبۂ اسلام کی تیاری کی دعا ہے۔ مسلمانانِ عالم کی ترقی وبہبود اور خیر وبرکت کی دعا ہے۔ بلکہ پوری دُکھی انسانیت کے اس بدقسمت اور گُم گشتہ قافلہ کی بچاؤ کی دعا ہے جو تباہی کے کنارے تک آن پہنچا ہے اور جس کے لئے ہمارے امام ہمام حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ یورپ اور افریقہ میں بھی اپنی زبانِ مبارک سے انتباہ فرما چکے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے اگرچہ اپنے زمانۂ خلافت کے آغاز ہی سے جماعتِ احمدیہ کو یہ ارشاد فرما رکھا ہے کہ پاکستان کے اسلامی قلعہ کی روحانی حفاظت یعنی اس کے لئے دعائیں کرنے کی اصل

ذمہ داری احمدیوں پر عائد ہوتی ہے مگر اس سلسلہ میں حضور نے مجلس مشاورت ۱۹۷۱ء کے اجلاس اوّل میں سالمیت و استحکام پاکستان کے لئے خاص دعاؤں کی ایک پُرزور تحریک فرمائی۔ چنانچہ حضور نے فرمایا:-

"دُنیا میں تین قسم کے انسان پائے جاتے ہیں۔ ایک وہ گروہ ہے جو سرے سے خدا تعالیٰ کی ہستی کا ہی قائل نہیں ہے... دوسرا وہ گروہ ہے جو کہتا ہے کہ خدا اِس کائنات کو پیدا کرنے والا تو ہے لیکن پیدا کرنے کے بعد وہ اس سے بے تعلق ہو گیا ہے۔ تیسرا وہ گروہ ہے جو خدا تعالےٰ کے حقیقی بندوں کا گروہ ہے۔ وہ پُوری بصیرت کے ساتھ اَلْاَمْرُ لِلّٰہِ اور اَلْقُدْرَۃُ لِلّٰہِ پر ایمان رکھتے ہیں۔ پہلے دُو گروہ دعا کے قائل ہو ہی نہیں سکتے البتہ تیسرا گروہ جو سچے احمدیوں کا گروہ ہے جو ہر آن اللہ تعالےٰ کے حُسن و احسان کے جلوے دیکھتے اور اس کی قدرتوں کا مشاہدہ کرتے ہیں اُن کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ دعائیں کریں۔ پس علیٰ وجہ البصیرت ہم ہی دعا کر سکتے ہیں۔ ہمارا فرض ہے کہ جہاں ہم تمام بنی نوع انسان کے لئے دعائیں کریں وہاں ہمیں اپنے ملک کی سالمیت، استحکام اور حفاظت کے لئے بھی پُوری عاجزی اور درد و الحاح سے

ساتھ دعائیں کرنی چاہئیں اور بہت دعائیں کرنی چاہئیں"
(ملخص۔ الفضل ۲۸۔ امان/ مارچ ۱۳۵۰ ہش مطابق ۱۹۷۱ء)

دو منذر الہامات

یہ اہم تحریک جو وقت کا عظیم ترین تقاضا ہے حضور نے اپنے مندرجہ ذیل دو تازہ الہامات کی بناء پر جاری فرمائی :۔

(۱) وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ
(اور سمجھ لو کہ اللہ کی سزا یقیناً سخت ہوتی ہے)

(۲) قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ
(تو ان سے کہہ دے کہ میرا رب تمہاری پرواہی کیا کرتا ہے اگر تمہاری طرف سے دعا اور استغفار نہ ہو)

قیام و استحکام پاکستان کے لئے

دوبارہ تحریکِ دعا

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مشاورت کے بعد ۲۵۔ ماہ ہجرت ۱۳۵۰ ہش مطابق ۲۵۔ مئی ۱۹۷۱ء کو دوبارہ نہایت مؤثر اور دردانگیز لہجہ میں اوّل نمبر پر ترقی و استحکامِ پاکستان کے لئے دعاؤں کی زبردست تحریک فرمائی ہے۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں :۔

"ہمارا ملک اِس وقت پریشانی کے دَور میں سے گزر رہا ہے۔ گزشتہ فروری کے آخری ایام میں مَیں نے اپنے ملک کے لئے بہت دعائیں کیں تو مجھے یہی بتایا گیا کہ دعاؤں کے نتیجہ میں ہی خدا تعالےٰ کی رحمت کو حاصل کیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ ملک دشمن عناصر نے ملک کو تباہ کرنے کے جو منصوبے بنائے تھے اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے اس میں انہیں ناکام کر دیا مگر اس کے نتیجہ میں اور اسکے باقی ماندہ اثرات کے طور پر اس وقت ہمارا ملک کئی ایک اقتصادی اور معاشرتی پریشانیوں میں سے گزر رہا ہے۔ ہمیں خصوصیت کے ساتھ یہ دعا کرنی چاہیئے کہ خدا تعالےٰ جو تمام خزانوں کا مالک ہے اپنی رحمت سے ان پریشانیوں کو دُور کر دے۔ اور وہ خدا جو تمام محبتوں اور حُسنِ سلوک کا سرچشمہ ہے ایسے سامان مہیا فرما دے کہ ہم بھی ایک دوسرے کے ساتھ محبت اور حُسنِ سلوک کی توفیق پائیں اور ہمارے ملک میں معاشرہ کی موجودہ اُلجھنیں دُور ہو جائیں۔"

(الفضل ۲۹۔ ہجرت ۱۳۵۰ھش
مطابق ۲۹ مئی ۱۹۷۱ء)

دعاؤں کے ساتھ مثالی قربانی کا مطالبہ

تحریکِ دعائے خاص کے سلسلہ میں حضور نے خدام الاحمدیہ کے حالیہ سالانہ اجتماع ۱۳۵۰ھ ش / ۱۹۷۱ء پر یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ:-

"تمہاری مادرِ وطن آج تمہیں بُلا رہی ہے۔ وہ تم سے قُربانی چاہتی ہے تم اس کی آواز پر لبّیک کہتے ہوئے اس کے لئے ہر قُربانی پیش کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ وطن کی سالمیت اور حفاظت کے لئے تمہاری طاقتوں کا آخری جزو بھی خرچ ہو جانا چاہیئے۔ تمہارے ذہن ہر قربانی کے لئے تیار اور تمہارے عمل تمہارے ذہنی فیصلوں کی ہر وقت تائید کرنے والے ہوں۔ خدا کرے کہ سارے پاکستانی ہی مادرِ وطن کی سالمیت پر ہر قربانی کے

لئے تیار رہیں لیکن ایک احمدی کو تو بہرحال کسی
سے پیچھے نہیں رہنا چاہیئے۔ صرف یہ نہیں کہ وہ کسی
سے پیچھے نہ رہیں بلکہ انہیں دوسروں کی طرف دیکھے
بغیر آگے ہی آگے بڑھتے چلے جانا چاہیئے"

(الفضل ۱۲۔ اخاء/ اکتوبر ۱۳۵۰ھش/۱۹۷۱ء صفحہ ۱-۲)

پاکستان کے پیچھے خدائی طاقت کارفرما ہے

بیس سال قبل سیّدنا المصلح الموعود رضی اللہ عنہ نے بھی جماعتِ احمدیہ پاکستان کے لئے اجتماعی دعاؤں کی طرف خاص توجہ دلائی تھی چنانچہ حضورؓ نے فرمایا:۔

"حکومت کا اِن حالات میں بچ جانا جن سے پاکستان گزرا ہے پھر اس کا ترقی کرنا اور عزت حاصل کر لینا کوئی معمولی بات نہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا اِس میں کتنا ہاتھ ہے۔ اگر پاکستان طاقت کے زور سے بنتا تو یہ ناممکن تھا۔ لاکھوں آدمی مارا جا رہا تھا۔ گولہ بارود ہندوستان میں رہ گیا تھا۔ فوجیں باہر تھیں۔ اِن حالات میں وہ کونسی

طاقت تھی جس کے زور سے پاکستان بنا۔ روپیہ اُدھر تھا، سامانِ جنگ اُدھر تھے، کام کرنے والے اُدھر چلے گئے۔ دس بیس لاکھ کے قریب آدمی مارے گئے۔ یہ صرف خدائی طاقت تھی جس کی وجہ سے پاکستان کا رُعب پڑ گیا... پاکستان کا قائم رہنا اور بیرونی دُنیا میں اس کا مشہور ہو جانا اس میں خدا تعالیٰ کا ہاتھ ہے خدا تعالیٰ جس کی نصرت پر آتا ہے کوئی طاقت اس کا کچھ بگاڑ نہیں سکتی۔"

اِسی تسلسل میں حضور رضی اللہ عنہ نے مزید فرمایا:۔

"پس راتوں کو اُٹھو، خدا تعالیٰ کے سامنے عاجزی اور انکسار کرو۔ پھر یہی نہیں کہ خود دُعا کرو بلکہ یہ بھی دعا کرو کہ ساری جماعت کو دعا کا ہتھیار مل جائے۔ ایک سپاہی جیت نہیں سکتا جیتتی فوج ہی

ہے۔ اِسی طرح اگر ایک فرد دُعا کرے گا تو اُس کا اتنا فائدہ نہیں ہوگا جتنا ایک جماعت کی دُعا سے فائدہ ہوگا۔ تم خود بھی دعا کرو اور پھر ساری جماعت کے لئے بھی دعا کرو کہ خدا تعالیٰ انہیں دعا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہر احمدی کے دِل میں یقین پیدا ہو جائے کہ دعا ایک کارگر وسیلہ ہے اور یہی ایک ذریعہ ہے جس سے کامیابی حاصل کی جا سکتی ہے جماعت کے سب افراد میں ایک آگ سی لگ جائے۔ ہر احمدی اپنے گھر پر دُعا کر رہا ہو پھر دیکھو کہ خدا تعالیٰ کا فضل کِس طرح نازل ہوتا ہے۔"

(الفضل ۱۷ / ماہ نبوت / نومبر ۱۳۳۰ھش / ۱۹۵۱ء صفحہ ۳-۴)

الحمد للہ جماعت احمدیہ حضرت سیدنا المصلح الموعودؓ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کے اِن ارشادات کی تعمیل میں پاکستان

کے لئے مجسّم دعا و گریہ بنی ہوئی ہے کیونکہ وہ ایمان کی زندہ چٹان پر قائم ہے اور سمجھتی ہے کہ یہ دَور پاکستان کے لئے خصوصاً نہایت درجہ نازک ہے جس میں ان کے لئے سوائے دعا کے اَور کوئی چارہ کار نہیں سے

اندریں وقتِ مصیبت چارۂ مابیکساں
جز دعائے بامُراد و گریۂ اسحار نیست

سیّدنا حضرت مسیح موعودؑ کا فرمانِ مُبارک

بالآخر سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ۲ دو اہم ارشادات پر اِس مضمون کو ختم کرتا ہوں۔ حضورؑ فرماتے ہیں :-

" دُعا میں خدا تعالیٰ نے بڑی قوتیں رکھی ہیں۔ خدا تعالےٰ نے مجھے بار بار بذریعہ الہامات کے یہی فرمایا ہے کہ جو کچھ ہو گا دعا ہی کے ذریعہ سے ہو گا "

(ملفوظات جلد نہم صفحہ ۲۷-۲۸)

پھر فرماتے ہیں :-

" دُعا بڑی دولت ہے جو شخص دُعا کو نہیں چھوڑتا اس کے دین اور دُنیا میں آفت نہ آئے گی۔ وہ ایک

ایسے قلعہ میں محفوظ ہے جس کے ارد گرد مسلّح سپاہی ہر وقت حفاظت کرتے ہیں ... یہ بھی یقیناً سمجھو کہ یہ ہتھیار اور نعمت صرف اسلام ہی میں دی گئی ہے ... اور یہی وجہ ہے کہ یہ اُمّت مرحومہ ہے۔ لیکن اگر آپ ہی اس فضل سے محروم ہو جاویں اور خود ہی اس کا دروازہ بند کر دیں تو پھر کِس کا گناہ ہے جب ایک حیات بخش چشمہ موجود ہے اور ہر وقت اس میں سے پانی پی سکتا ہے پھر اگر کوئی اس سے سیراب نہیں ہوتا ہے تو خود طالبِ موت اور تشنۂ ہلاکت ہے۔ اس صورت میں تو چاہیئے کہ اس پر مُنہ رکھ دے اور خوب سیراب ہو کر پانی پی لیوے۔ یہ میری نصیحت ہے جس کو مَیں ساری نصائحُ قرآنی کا

مغز سمجھتا ہوں۔ قرآن شریف کے ۳۰ سپارے
ہیں اور وہ سب کے سب نصائح سے لبریز ہیں
لیکن ہر شخص نہیں جانتا کہ ان میں سے وہ نصیحت
کون سی ہے جس پر اگر مضبوط ہو جاویں اور اس
پر پورا عمل درآمد کریں تو قرآن کریم کے سارے
احکام پر چلنے اور ساری منہیات سے بچنے کی
توفیق مل جاتی ہے مگر میں تمہیں بتاتا ہوں کہ وہ
کلید اور قوت دُعا ہے۔ دُعا کو مضبوطی سے
پکڑ لو۔ میں یقین رکھتا ہوں اور اپنے تجربہ سے
کہتا ہوں کہ پھر اللہ تعالیٰ ساری مُشکلات
کو آسان کر دے گا۔"

(ملفوظات جلد ہفتم صفحہ ۱۹۲-۱۹۳)

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ
رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے حالیہ سالانہ اجتماع انصاراللہ مرکزیہ ۱۳۵۰ ہش / ۱۹۷۱ء کے تیسرے روز اپنے اختتامی خطاب میں حاضرین سے حسبِ ذیل الفاظ میں عہد لیا:۔

"مَیں اپنے وطن اور قوم کی حفاظت و سالمیت کی خاطر ہر قُربانی پیش کروں گا اور اِن حقیر قُربانیوں کے بدلے میں اپنے ربّ سے اس کے انتہائی فضلوں اور رحمتوں کی اُمید رکھوں گا۔ انشاءاللہ"

ضیاء الاسلام پریس ربوہ

طبع اوّل ..... نومبر ۱۹۷۱ء

تعداد ..... دو ہزار

نظارت اشاعت لٹریچر و تصنیف صدر انجمن احمدیہ
پاکستان ربوہ

کتابت :- حمید کتابت سنٹر ربوہ